www.KitaboSunnat.com

مقالات
دوسری قسط

تحریر: محمد علی الصابونی، مکہ
ترجمہ: محمد اسلم صدیق☆

اُمّہات المؤمنین کے فضائل

تعددِ ازواج کی حکمت بیان کرنے کے بعد اب ہم اُمہات المؤمنین کے فضائل بیان کرتے ہیں جن کو اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے منتخب فرمایا، سید المرسلینؐ کے ساتھ نسبت جیسے شرفِ عظیم سے سرفراز فرمایا۔ انہیں مؤمنوں کی مائیں ہونے کا شرف بخش کر ان کے لئے تکریم و تعظیم کو واجب کردیا اور نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نکاح کو حرام قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهَاتُهُمْ﴾ (الاحزاب:۶)

''نبی کا حق مسلمانوں پر خود اس کی جان سے بھی زیادہ ہے اور ازواجِ نبی مؤمنین کی مائیں ہیں''

مزید فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكِحُوْا اَزْوَاجَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (الاحزاب:۵۳)

''تمہارے لئے یہ روا نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ اور نہ ہی یہ جائز ہے کہ ان کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یقیناً یہ باتیں اللہ کے نزدیک بڑی ہی سنگین ہیں''

علامہ قرطبیؒ اپنی کتاب 'الجامع لأحکام القرآن' میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی بیویوں کو یہ شرف اور احترام بخشا کہ انہیں مؤمنوں کی ماؤں کی حیثیت دی یعنی ان کے لئے احترام و عقیدت کو واجب کردیا اور مردوں کے لئے ان کے ساتھ نکاح کرنا حرام قرار دیا۔ تو ان کا یہ شرف دراصل نبیؐ کی عظمت کے مرہونِ منت تھا۔'' (ج۱۴/۱۲۳)

اُمہات المؤمنین جن سے آپؐ نے نکاح کیا، ان کی تعداد دس سے زائد ہے۔ ذیل میں ہم بالترتیب ان کے حالات ذکر کرتے ہیں:

(۱) حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بنت خویلد

یہ نبی ﷺ کی سب سے پہلی بیوی تھیں جن سے آپ ﷺ نے بعثت سے قبل نکاح کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ اس وقت ۴۰ سال کی بیوہ تھیں۔ ان کی پہلی شادی ابوہالہ بن زُرارہ سے ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں۔ عتیق کے انتقال کے بعد رسول اللہ ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ جیسا کہ صاحب 'الاصابہ' نے ذکر کیا ہے، آپؐ نے ان کی بے پناہ ذہانت اور اصابت رائے سے متاثر ہوکر ان کو پسند کیا اور یقیناً یہ نکاح حکمت کے تقاضوں کے عین

☆ تحریر: استاذ کلیۃ الشریعہ، مکہ مکرمہ مترجم: فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ ...... رکن مجلس التحقیق الاسلامی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطابق تھا۔ کیونکہ یہ ایک عبقری مرد کا عبقری عورت سے نکاح تھا اور دونوں کی عمروں کا اختلاف کوئی ایسا معاملہ نہ تھا جو اس شادی کے راستے میں حائل ہو جاتا۔ کیونکہ شادی کا مقصد تکمیل شہوت اور نفس پرستی تو نہ تھا بلکہ انسانیت کی اِصلاح جیسا عظیم مقصد پیش نظر تھا۔ چونکہ اللہ نے محمد ﷺ کو رسالت و دعوت کا بارِگراں اٹھانے کے لئے تیار کرنا تھا جس کے لئے یقیناً ایک رفیقہ حیات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ اس اہم فرض کی بجا آوری کے لئے خدائے قدوس نے حضرت خدیجہؓ جیسی پاکباز، صالحہ، ذہین وفطین اور دانشور خاتون کو منتخب فرمایا تاکہ وہ دعوت ورسالت کی نشرواشاعت میں آپ کی دست وبازو اور مددگار بن سکے۔

یہ پہلی خاتون تھیں جو آپؐ پر ایمان لائیں۔ ان کی عقل اور اصابت رائے کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ جب جبرائیل غارِ حرا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ اس حالت میں گھر لوٹے کہ آپؐ کا دل شدت خوف سے کانپ رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھادو''۔ جب خوف جاتا رہا تو حضرت خدیجہؓ کو واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا: ''مجھے تو اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' تو حضرت خدیجہؓ نے تسلی دیتے ہوئے کہا:

> ''ہرگز نہیں، بخدا اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا، آپؐ صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں، مہمان کی میزبانی کرتے ہیں اور حق کے راستے میں مصائب پر اعانت کرتے ہیں۔'' (صحیح بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے عنفوانِ شباب کا زمانہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ گزارا اور جب تک وہ زندہ رہیں کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی اور انہیں ایسی محبت دی جو کسی اور بیوی کا حصہ نہ بن سکی۔ حضرت عائشہؓ نے گو حضرت خدیجہؓ کو نہیں دیکھا تھا، اس کے باوجود ان پر رشک کیا کرتیں، یہاں تک کہ ایک دن جب آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو یاد فرمایا تو حضرت عائشہؓ بولیں:

> ''آپ کیا ایک بڑھیا کو یاد کرتے ہیں جو مرچکیں اور خدا نے آپ کو ان سے اچھی بیویاں دیں''

تو آنحضور ﷺ اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا: ''بخدا اللہ نے مجھے اس سے بہتر بیوی نہیں دی۔ وہ اس وقت اسلام لائیں جب اوروں نے میرا انکار کیا، اس نے میری رسالت کی تصدیق کی جب اوروں نے میری تکذیب کی، اس نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا، جب اوروں نے مجھے کسب معاش سے روکا، اس سے اللہ نے مجھے اولاد عطا کی جبکہ میری کسی اور بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اسکے بعد میں نے کبھی حضرت خدیجہؓ کو برے لفظوں سے یاد نہیں کیا۔

بخاری ومسلم میں روایت ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ اگرچہ میں نے حضرت خدیجہؓ کو نہیں دیکھا۔ لیکن مجھے جس قدر اُن پر رشک آتا تھا، کسی اور پر نہیں آیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو ڈھونڈ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہؓ کی ہمنشین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عورتوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے۔ جب کبھی میں آپؐ سے کہتی: کیا پورے جہان میں صرف حضرت خدیجہؓ ہی رہ گئی ہیں کہ آپ ہمیشہ ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں، تو فرماتے:

''خدیجہؓ، خدیجہؓ ہی تھی ...... جس سے اللہ نے مجھے اولاد عطا فرمائی۔''

حضرت خدیجہؓ نے ۲۵ سال آپؐ کے ساتھ گزارے۔ ۱۵ سال بعثت سے قبل اور دس سال بعثت کے بعد اور آپؐ نے ان کی زندگی میں کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ سوائے ابراہیمؓ کے، آپ کی تمام اولاد انہیں کے بطن سے ہوئی۔ جب حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو آپؐ اس وقت پچاس سال کی عمر کو پہنچ چکے تھے اور سوائے خدیجہؓ کے آپؐ کے پاس کوئی بیوی نہیں تھی۔ آپؐ نے جس قدر بھی نکاح کیے، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد کیے ہیں۔ ان کی بنیاد بھی ان بے شمار فوائدِ کثیرہ، مصالحِ جمیلہ اور مقاصدِ حسنہ پر قائم تھی جن کا ذکر ہم تفصیل سے کر چکے ہیں۔

(۲) حضرت سودہؓ بنت زمعہ

یہ وہ پہلی خاتون تھیں جو حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپؐ کے حبالہ عقد میں آئیں اور یہ ایک معمر خاتون تھیں جو پہلے سکران بن عمرو انصاری کے نکاح میں تھیں۔ اگرچہ یہ آپؐ سے عمر میں بڑی تھیں لیکن آپؐ نے صرف اس حکمت و مصلحت کی بدولت ان سے نکاح کیا کہ ایک تو یہ مؤمنات مہاجرات میں سے تھیں اور دوسرا ان کا خاوند ہجرتِ حبشہ کے بعد انتقال کر گیا اور یہ اکیلی رہ گئیں، کوئی ٹھکانہ اور مددگار نہیں تھا۔ اگر گھر والوں کے پاس جاتیں تو وہ انہیں شرک پر مجبور کرتے یا پھر شدید تکالیف سے دوچار کرتے۔ چنانچہ آپ نے ان سے نکاح کر کے اپنی کفالت میں لے لیا۔ تو کیا یہ نفس پرستی تھی؟ یقیناً نہیں بلکہ آپ ﷺ نے ان پر ایک عظیم احسان کیا اور محض اس کے صدقِ ایمان اور اخلاص کی وجہ سے انہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔

اگر آپؐ کی غرض (نعوذ باللہ) شہوت پرستی ہوتی جیسا کہ بہتان تراش مستشرقین کا دعویٰ ہے تو آپؐ کبھی ۵۵ سال کی بوڑھی خاتون سودہؓ سے شادی نہ کرتے بلکہ کسی نوجوان کنواری لڑکی کا انتخاب کرتے۔ لیکن آپؐ تو جرأت و شہامت (دلیری) اور انسانیت کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ اس شادی سے آپ کی غرض محض اس معمر خاتون کی حمایت و غمگساری تھی۔ تاکہ وہ آپ کی زیرِ کفالت اطمینان سے اپنی زندگی کے دن پورے کر سکیں۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہؓ بنت ابوبکر صدیقؓ

سن ۱۰ نبوی میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح ہوا۔ ازواجِ مطہرات میں یہی ایک خاتون تھیں جو کنواری تھیں۔ ان کے علاوہ کسی کنواری عورت سے آپؐ نے شادی نہیں کی۔ یوں تو حضورؐ کی سب بیویاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی اور عملی لحاظ سے یکتائے روزگار تھیں لیکن حضرت عائشہؓ ان میں سب سے زیادہ زیرک، ذکی اور قوی الحفظ خاتون تھیں۔ بلکہ علمی لحاظ سے اکثر مردوں پر فائق تھیں۔ اکثر کبار صحابہؓ کے سامنے جب کوئی مشکل سوال پیش آجاتا تو وہ حضرت عائشہؓ صدیقہ سے پوچھتے تو حضرت عائشہؓ اس کو حل کر دیتی تھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ جب ہم سے کوئی مشکل مسئلہ حل نہ ہوتا تو ہم عائشہ صدیقہؓ سے رجوع کرتے اور وہ اپنی دینی معلومات سے ہمیں وہ مسئلہ حل کر دیتیں۔

مسروقؒ کا بیان ہے، کہ میں نے کبار صحابہ کرامؓ کو علم وراثت کے بارے میں حضرت عائشہؓ سے سوال کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

کتبِ احادیث اٹھا کر دیکھئے جو عائشہ صدیقہؓ کی علمی وسعت اور عقلی گہرائی کی گواہی دیتی ہیں۔

صحیح بخاری میں ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے بعد سب سے زیادہ روایات انہیں سے مروی ہیں۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی باقی بیویوں کی بہ نسبت حضرت عائشہؓ سے زیادہ محبت کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود ان میں باری کی تقسیم کے سلسلے میں بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ دیتے۔ آپ کہا کرتے تھے: اے اللہ! ''یہ تو میری تقسیم ہے جو میرے بس کی بات ہے لیکن اس چیز میں میرا مؤاخذہ نہ کرنا جو میرے بس میں نہیں ہے۔''

اور جب آیۃ التخییر نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے یہ اختیار نامہ حضرت عائشہؓ کے سامنے رکھا اور ان سے کہا: اے عائشہؓ! میں تجھ سے ایک بات کرتا ہوں، اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ پہلے اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: 'آپؐ بخوبی جانتے تھے کہ میرے والدین کبھی بھی مجھے پیغمبر ﷺ سے علیحدگی کا مشورہ نہیں دیں گے'...... اس کے بعد آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے سامنے قرآن کی یہ آیت پڑھی: (الاحزاب: ۲۸،۲۹)

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا...... الآية﴾

''اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم زندگی اور اس کی زینت کی طالب ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوبصورتی سے رخصت کردوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دارِ آخرت کی طالب ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے''

حضرت عائشہؓ نے یہ آیات سن کر بلا توقف جواب دیا: کیا بھلا میں اس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، مجھے مشورے کی کوئی ضرورت نہیں میں تو اللہ اور اس کے رسولؐ کو اختیار کرتی ہوں''

دراصل رسول اللہ ﷺ کا ابوبکرؓ کے ساتھ مصاہرت کا رشتہ اِستوار کرنا نہ صرف ان پر ایک عظیم احسان اور دنیا میں ان کی قربانیوں کا صلہ تھا بلکہ اپنی دعوت، اَزدواجی زندگی کی خوبیاں اور شریعت کے دیگر اَحکام خاص طور پر عورتوں کے مخصوص مسائل کی تبلیغ کا ایک بہترین ذریعہ تھا جیسا کہ ہم یہ بحث ''تعلیمی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصلحت'' کے ضمن میں تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔

(۴) حضرت حفصہ بنت عمرؓ

نبی اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ نکاح کیا اور اس وقت یہ بیوہ ہو چکی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح خنیس بن حذافہ انصاریؓ سے ہوا تھا جو جنگ بدر میں شدید زخمی ہوئے اور پھر انہی زخموں سے جانبر نہ ہوسکے اور شہید ہوگئے۔ وہ ان شجاع اور بہادر مردوں میں سے ایک تھے جن کی بہادری، شجاعت اور جہادی کارنامے تاریخ کے اَوراق میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھے جاتے ہیں۔ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوگئیں تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ نے ان کے نکاح کی خواہش حضرت عثمانؓ سے کی کیونکہ اسی زمانہ میں ان کی بیوی رقیہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئیں تھیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے خود حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا تو یہ حضرت عمرؓ کے لئے بہت بڑا شرف اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ایک عظیم احسان تھا۔ چنانچہ امام بخاری نے عبداللہ بن عمرؓ کے واسطے سے ایک روایت ذکر کی ہے

''جب حضرت خنیس جنگِ بدر میں زخمی ہونے کی وجہ سے مدینہ پہنچ کر وفات پاگئے اور حضرت حفصہ بیوہ ہوگئیں تو حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ سے ملے اور ان سے کہا: اگر تم چاہو تو حفصہؓ کا نکاح تم سے کردوں؟ انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں غور کروں گا؟ پھر کچھ دنوں کے بعد کہا کہ آج کل تو میں شادی کا اِرادہ نہیں رکھتا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی خاموشی اختیار کی۔ حضرت عمرؓ کو ان کی بے اِلتفاتی سے رنج ہوا۔ اس کے بعد خود رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہوگیا تو ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی درخواست کی اور میں خاموش ہوگیا تو تم کو ناگوار گزرا۔ لیکن میں نے اس بنا پر کچھ جواب نہیں دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ذکر کیا تھا اور میں آپ کا وہ راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح نہ کرنا ہوتا تو میں اس کے لئے آمادہ تھا۔

یہی وہ عقلی بصیرت اور اصل بہادری ہے جس کا اظہار خود حضرت عمرؓ نے اپنے عمل سے کیا اور ایک پارسا اور صالح کفو سے اپنی بیٹی کے نکاح کی درخواست کرنے میں کوئی عار اور ذلت محسوس نہیں کی بلکہ اپنی بیٹی کی آبرو کی حفاظت کی خاطر خود درخواست کی کہ میری بیٹی سے نکاح کرلیں۔

شادی ایک مثالی معاشرہ کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ لیکن کیا آج ہم مسلمانوں نے اسلام کے ان سنہری اصولوں کو چھوڑ نہیں دیا؟ ہم اس انتظار میں اپنی بیٹیوں کو گھروں میں بٹھائے رکھتے ہیں کہ کوئی صاحبِ ثروت اور مالدار شادی کا پیغام بھیجے اور وہ اسی انتظار میں بوڑھی ہوجاتی ہیں۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہؓ

حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ کے بعد آپؐ نے ان سے نکاح کیا۔ یہ جری مجاہد شہید اسلام عبیدہ بن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رث بن عبدالمطلب کی بیوہ تھیں جو غزوۂ بدر کی پہلی مبارزت میں شہید ہو گئے تھے۔ لیکن عزم استقلال پہاڑ یہ خاتون خاوند کی شہادت کے باوجود زخمیوں کو طبی امداد بہم پہنچانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے فرض برابر سرانجام دیتی رہی اور خاوند کی شہادت انہیں اپنے فرائض سے غافل نہ کر سکی حتیٰ کہ اللہ نے مسلمانوں کو کفر و اسلام کے اس عظیم معرکہ میں فتح و کامرانی سے ہمکنار کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب ان کے صبر و استقلال اور جہاد کا علم ہوا تو آپؐ نے خود اس خاتون سے نکاح کر لیا۔ جس کی زندگی کا آخری سہارا بھی ٹوٹ چکا تھا جو اسے اپنی کفالت میں رکھتا۔

شیخ محمد محمود الصواف اپنے مایہ ناز رسالہ ''زوجات النبی الطاہرات'' میں حضرت زینب کے خاوند کا شہادت ذکر کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو اس وقت وہ عمر کی ساٹھ بہاریں گزار چکی تھیں۔ صرف دو سال نبی ﷺ کی زوجیت میں رہنے کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔ اس مقدس اور بلند مقصد کی خاطر انجام پانے والے اس نکاح کے متعلق ان بہتان تراشوں کا کیا خیال ہے؟ کیا اس میں بھی انہیں کوئی قابل اعتراض چیز نظر آتی ہے جس کی وجہ سے ان کا زہر آلود ہے۔ انصاف سے بتائیں، کیا یہ نفس پرستی کا اثر تھا یا انسانیت کے اس عظیم پیغمبر کی جانب سے شرف و کرم رحم و شفقت اور احسان کا ثبوت تھا جو تمام کائنات کے لئے رحمت بن کر آیا۔

اے مستشرقین کے گروہ! اللہ سے ڈرو، اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے حقائق سے چشم پوشی کر کے علمی خیانت کا ارتکاب نہ کرو لیکن تم اس سے باز کیسے رہ سکتے ہو۔ کیونکہ تم نے تو علوم اسلامیہ کو اس لیے ہی پڑھا اور اس میں مہارت حاصل کی ہے تاکہ اسلام کے خلاف سازشوں کے جال بنو اور پیغمبر ﷺ کی مقدس ذات کو داغدار کر کے لوگوں کو ان سے متنفر کرو''

(۶) حضرت زینب بنت جحشؓ

یہ نبی اکرم ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں لیکن جب انہوں نے طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا اور اس نکاح میں ایسی عظیم حکمت کارفرما تھی جو آپ کی کسی اور شادی میں نہ تھی، وہ یہ کہ متبنّیٰ کے بارے میں جو غلط تصور رائج ہو چکا تھا اس کی جڑ کاٹ دی جائے۔ ''دینی اور شرعی مصلحت'' کے ضمن میں ہم تفصیل سے اس کا ذکر کر چکے ہیں۔

اس واقعہ کو بنیاد بنا کر بعض متعصب، دریدہ ذہن معاندین اسلام نے پیغمبر کی پاکیزہ ذات کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا اور بعض اسرائیلی روایات کو لے کر اپنی بہتان تراشیوں کو خوب مزین کر کے پیش کیا۔ ایک گھٹیا اور بازاری قسم کا افسانہ تراشا جس کا نقطۂ آغاز یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ زید کے گھر کے پاس سے گزرے اور اس وقت زیدؓ گھر میں نہیں تھے۔ اتفاقاً حضور کی نگاہ حضرت زینبؓ پر پڑ گئی۔ آپؐ اس پر فریفتہ ہو گئے (نعوذ باللہ) اس کے بعد فرمایا: پاک ہے وہ ذات جو دلوں کو پھیرنے والی ہے، حضرت زینبؓ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ بات سن لی اور جب حضرت زید واپس آئے تو زینبؓ نے جو بات سنی تھی بتا دی۔ زید سمجھ گئے کہ آپؐ (معاذ اللہ) زینب پر فریفتہ ہوگئے ہیں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور طلاق کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: اپنی بیوی کو روکے رکھو، لیکن آپؐ کے دل میں دوسری بات تھی (معاذ اللہ) چنانچہ زید نے اس وجہ سے طلاق دے دی، تاکہ رسول اللہ ﷺ اس سے شادی کرلیں۔

ابن العربیؒ مالکی اپنی تفسیر اَحکام القرآن میں اس زہرآمیز افسانہ کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان (شرپسندوں) کا یہ دعویٰ کہ پیغمبر (نعوذ باللہ) زینبؓ پر فریفتہ ہوگئے، جھوٹ کا پلندہ ہے۔ (حضرت زینب حضور ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں) بچپن سے آپ کی آنکھوں کے سامنے کھیلیں اور پلی بڑھیں اور اس وقت پردے کا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا۔ تو پھر ان کی شکل وصورت کیونکر آپؐ سے پوشیدہ رہ سکتی تھی۔ پھر یہ کیسے باور کیا جاسکتا کہ آپؐ ان پر فریفتہ نہ ہوئے مگر اس وقت جب وہ شادی شدہ ہوچکی تھیں (اور ۳۶ سال کی عمر گزار چکیں تھیں، جب عموماً عورتوں کا حسن اور شباب ڈھل جاتا ہے خصوصاً عرب جیسے گرم ملک میں جہاں عورتوں کی جوانی جلد ڈھل جاتی ہے) ایسا کیونکر مانا جاسکتا ہے کہ زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام تو اس سے بیزار ہوجائیں اور سیدالانبیاء یکایک اس کی طرف مائل ہوجائیں۔ حاشا وکلا ایسا قلب اطہر ایسے غلیظ اور فاسد میلانات کا شکار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ نے قرآن میں اپنے پیغمبر کو یہ حکم دیا کہ

﴿وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ﴾

"اور آپؐ ان چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں جو ہم نے مختلف قسم کے لوگوں کو دنیوی زندگی کی زینت کے لئے دی ہیں تاکہ ان چیزوں سے ہم انہیں آزمائیں" (طٰہٰ:۱۳۱)

ابن العربیؒ نے ان تمام اسرائیلی روایات کا تعاقب کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ تمام کی تمام روایات بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔

حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کے ساتھ ان کی شادی کے پس منظر میں ان کے تمام اَحوال کا تاریخی مطالعہ ہمیں یہ ماننے پر مجبور کرتا ہے کہ حضرت زیدؓ اور زینبؓ کے درمیان ناچاقی اور ناسازگاری کا سبب وہ تفاوت تھا جو دونوں کی معاشرتی حالت میں موجود تھا (یعنی نکاح کے لئے جو معیار اور پیمانے اس ماحول میں رائج تھے ان پر یہ جوڑا پورا نہیں اُترتا تھا)۔ حضرت زینبؓ ایک معزز گھرانے کی شریف خاتون تھیں۔ اس کے برعکس حضرت زیدؓ کے دامن پر غلامی کا داغ ابھی باقی تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ اس نکاح سے حضرت زینبؓ کی آزمائش کرنا چاہتا تھا تاکہ قبائلی عصبیت اور فضل وشرف کے جاہلی تصورات کا خاتمہ کردیا جائے اور فضل وشرف کا معیار، دین اور تقویٰ کو قرار دیا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے حضرت زینبؓ کو حضرت زیدؓ سے نکاح کرنے کی تجویز دی۔ تو انہوں نے جب اپنے حسب نسب اور خاندانی شرف کے غرور میں شادی کرنے سے انکار کردیا تو اللہ نے قرآن میں حکم نازل کردیا:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ (سورۃ الاحزاب:۳۶)

''کسی مؤمنہ یا مؤمن کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی معاملہ کا فیصلہ کردیں تو ان کے لئے اس میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں جا پڑا''

یہ آیت سن کر حضرت زینبؓ نے امر نبوی کے سامنے سر اطاعت خم کردیا اور با دلِ نخواستہ اپنا آپ حضرت زید کے حوالے کردیا لیکن دل قلق اور اِضطراب کا شکار رہا۔

حضرت زینبؓ کی شکل وصورت آپؐ کے لئے کوئی نئی نہیں تھی بلکہ وہ بچپن سے آپؐ کے سامنے جوان ہوئیں کیونکہ وہ آپؐ کی پھوپھی زاد تھیں اور اس وقت پردے کا حکم بھی نازل نہیں ہوا تھا۔ پھر بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پہلے تو آپؐ خود نہایت اِصرار سے حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے کریں جبکہ وہ کنواری تھی اور جب شادی شدہ ہوگئیں تو اس وقت آپؐ ان پر فریفتہ ہوگئے۔ معاذ اللہ

دراصل یہ لوگ عقل کو استعمال نہیں کرتے، محض بے علمی میں ہذیادہ گوئی کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ اور بہتان باندھنا ان مستشرقین کا مقصد ہے۔ ان کا ایک اور بکواس سنئے، کہتے ہیں: ''دراصل جو چیز محمدؐ نے اپنے دل میں چھپائی تھی، وہ زینب کی محبت تھی اور اسی کی انہیں ڈانٹ پلائی گئی''

کیا آپ کی عقل اس بہتان کو مانتی ہے کہ ایک شخص کو محض اس لئے عتاب کا شکار کیا جائے کہ اس نے اپنے ہمسایہ کی بیوی کی محبت کو مخفی رکھا۔ یقیناً نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مطہر اس بہتان عظیم سے پاک ہے۔ قرآن کی آیت اس معاملہ میں بالکل واضح اور صریح ہے جس میں یہ بیان ہوا ہے کہ پیغمبر (ﷺ) جو بات دل میں چھپائے ہوئے ہیں، اللہ عنقریب اس کو ظاہر کردے گا۔

﴿وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ﴾ (الاحزاب:۳۷)

''اے پیغمبرؐ! تم دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ ظاہر کرنے والا تھا''

غور فرمایئے کہ اللہ نے کیا ظاہر کیا۔ کیا زینب سے پیغمبر کی محبت کو ظاہر کیا، ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ جس چیز کو واضح کیا وہ پیغمبرؐ کی یہ رغبت اور خواہش تو تھی کہ متبنیٰ کی جو غلط رسم قائم ہوئی تھی، اس کی جڑ خود آپ کے اپنے عمل سے کاٹ دی جائے لیکن اندیشہ تھا کہ منافقین کی زبانیں زہر اگلیں گی کہ دیکھو! محمد نے اپنے (منہ بولے) بیٹے کی بیوی سے نکاح گانٹھ لیا۔

اس لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ آپؐ کے مخفی خیال کو کھول کر برسرعام رکھ دیا۔

﴿فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا﴾ (الاحزاب:۳۷)

''پھر جب زید اپنی خواہش اس عورت سے پوری کرچکا تو ہم نے اس کا نکاح تیرے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کردیا۔ اِس سے یہ مطلب تھا کہ مسلمانوں کو اپنے لے پالک لڑکوں کی بیویوں سے نکاح کرلینے میں جب وہ اپنی خواہش پوری کرچکیں، کوئی تنگی نہ رہے''(۱)

اس طرح ان منہ پھٹ مستشرقین کی طرف سے لگائے گئے تمام الزامات ان واضح اور مضبوط دلائل کے سامنے ملیامیٹ ہوجاتے ہیں جو پیغمبر کی عصمت اور طہارت پر واضح دلالت کرتے ہیں۔

---

(۱) کیا متبنّی کی اس جاہلی رسم کا خاتمہ واقعی اس قدر اہمیت کا حامل تھا کہ اس کی خاطر پیغمبر کو شدید کرب کا شکار ہونا پڑا۔ منافقین کے طعنے سننے پڑے۔ ہاں واقعتاً یہ رسم اس قدر غلط تھی کہ اس کا خاتمہ ضروری تھا جس کی وجوہات یہ ہیں:

یہ رسم فی الحقیقت قدرتِ خداوندی کا گستاخانہ جواب تھی۔ متبنّی کرنے والا شخص گویا خدا سے یہ کہا کرتا تھا کہ اگر تونے مجھے فرزند نہیں دیا تو کیا ہوا، میں نے کسی اور ذریعہ سے بیٹا حاصل کرلیا ہے، اس کے علاوہ:

(الف) اس رسم کا خاندانی وارثان کے حقوق پر برا اثر پڑتا تھا۔ کیونکہ ورثا تو حقیقی طور پر وارث ہوتے تھے اور یہ محروم کنندہ مصنوعی طریقہ سے وارث بنایا جاتا تھا۔ خصوصاً جب اَملاک و جائیداد پرانی چلی آرہی ہوں تب رسم تبنیت سے پورے خاندان میں عداوتوں کی بنیاد قائم ہوجاتی تھی اور کبھی ختم نہ ہونے والے جھگڑے برپا ہوجایا کرتے تھے۔

(ب) بننے والا فرزند جو شجرۂ خاندان سے شاخِ بریدہ کی طرح ہوتا تھا، اس کے دل میں یہ حقیقت ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہتی تھی کہ اس نئے خاندان سے بیچ بچ اس کا کوئی خونی تعلق نہیں۔ اور اس سے محبت کی ساری بنیادیں ظاہری اور اوپری رسوم پر ہیں۔ اسی طرح اگر وہ اپنے برادرانِ حقیقی کو اچھی حالت میں دیکھتا تھا تو ان پر حسد کرتا اور اگر اس کے برادرانِ حقیقی اچھی حالت میں دیکھتے تو اس سے حسد کیا کرتے تھے۔

(ج) متبنّی کرنے والا اگرچہ متبنّی کی اس کے لڑکپن میں بڑے چاؤ سے پرورش کیا کرتا تھا لیکن اس کے بلوغ کے بعد جب دیکھتا کہ اس شخص کے خاندانی اَوصاف سے وہ متبنّی کس قدر عاری ہے اور اس کے اقارب کے ساتھ اس کو کس قدر بیگانگی ہے تو اس کا دل بجھ جاتا۔

(د) ادھر اس کا حقیقی باپ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے سے خود محرومی گوارا کی تھی اور جس کے قلبی تعلق کو ظاہری رسوم قطع نہیں کرسکتے تھے، جب دوسرے گھر میں اپنے فرزند کو کسی مصیبت میں دیکھتا تو وہ جھٹ اس مصیبت کو اپنے ہی فعل کا نتیجہ قرار دیتا اور اپنے آپ کو ملامت کرتا اور اپنے کئے پر پچھتاتا۔ ان تمام اَحوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تبنیت کا مصنوعی اثر ہر جگہ کڑوا ہی ثابت ہوتا ہے، ہاں اس بناوٹی حالت کو خضاب کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے جس کی بابت کوئی شاعر کہہ گیا: آخر تو کھل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ پسند فرمایا کہ اسلام اس جاہلانہ رسم کی بھی اِصلاح کرے اور اللہ کا رسول جو دنیا بھر کے لئے رحمت اور مصلح اَعظم ہے خود اپنی نورانی شخصیت اور پاک وجود سے بطورِ اسوۂ حسنہ غلط رواج کا خاتمہ کریں، اسی لئے بہت پہلے قرآن کریم میں یہ نازل کردیا گیا تھا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ (الاحزاب:۴۰)

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں''

﴿وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ﴾ (الاحزاب:۴)

''خدا نے تمہارے منہ بولے شخصوں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا، یہ سب تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں''

(رحمۃ للعالمین از قاضی سلیمان منصور پوری: جلد دوم، ص ۱۶۸، ۱۶۹)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۷) حضرت اُمّ سلمہ ہند مخزومیہ

اُمّ سلمہؓ نبی اکرم ﷺ کے نکاح کرنے سے پہلے حضرت ابوسلمہ عبداللہ بن اسدؓ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے خاوند نہایت قدیم الاسلام تھے اور انہوں نے حبشہ کی طرف بھی ہجرت کی۔ اُمّ سلمہؓ نے بھی اپنے دین کو بچانے کی خاطر اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔ اسی دوران ان کے ہاں سلمہ پیدا ہوئے۔ اُن کے خاوند جنگِ اُحد میں شہید ہوگئے۔ اور یہ اپنے چار یتیم بچوں کے ساتھ بے یارومددگار ہوگئیں۔ اب نبی اکرم ﷺ کے سامنے ان کے ساتھ ہمدردی اور ان کے یتیم بچوں کی کفالت کی یہی ایک صورت تھی کہ آپؐ خود ان سے شادی کرلیتے۔ چنانچہ جب آپؐ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے یہ کہہ کر معذرت کی کہ میں ایک عمر رسیدہ، یتیم بچوں کی ماں اور تیز مزاج عورت ہوں۔

یہ سن کر آپؐ نے کہا ''بچوں کا نان ونفقہ تو ہمارے ذمہ ہے۔ باقی رہی تیز مزاجی تو میں اللہ سے دعا کروں گا، اللہ اس تیز مزاجی کو دور کردے گا، باقی رہا عمر کا معاملہ تو اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ چنانچہ آپؐ نے اُمّ سلمہ کی رضامندی کی بعد ان سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد نہایت وسعتِ قلبی سے ان کے یتیم بچوں کی تربیت اور پرورش کی کہ انہیں باپ کی جدائی تک کا اِحساس نہ ہونے دیا۔ کیونکہ اب انہیں ایسا باپ مل گیا تھا جو ان کے والدِ حقیقی سے زیادہ مشفق اور مہربان تھا۔ (۲)

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ خاندانی شرف، معزز گھرانہ اور سبقتِ اسلام کے شرف ایسی خوبیوں سے بہرہ ور تھیں اور سب سے بڑھ کر جو خوبی تھی وہ ان کی کمال دانشمندی اور ذہانت تھی۔ جس کی دلیل کے لئے یہی کافی ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر جب آپؐ مسلمانوں کے معاملے میں خاصے پریشان تھے تو آپؐ نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے مشورہ کیا تو انہوں نے اپنی عقل وذہانت سے اس مشکل کو حل کردیا۔

(۲) دراصل حضرت اُمّ سلمہؓ کا آپؐ سے یہ نکاح ان کی اور ان کے خاوند کا دعا کا نتیجہ تھا جو اللہ نے قبول فرمالی۔ چنانچہ مسنداحمد میں اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ابوسلمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوکر گھر آئے اور بتایا کہ آج میں نے رسول اللہ ﷺ سے مسرت آمیز بات سنی ہے کہ کسی مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ اس وقت إنا لله وإنا إليه راجعون کے بعد یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا (اے اللہ مجھے اس آزمائش سے چھٹکارا دلا اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر) تو حسبِ خواہش اس کی مراد پوری ہوتی ہے۔ میں نے یہ دعا حفظ کرلی۔ جب ابوسلمہ فوت ہوئے تو میں نے إنا لله وإنا إليه راجعون کے بعد مذکورہ بالا دعا پڑھی اور دل میں سوچا کہ ابوسلمہ سے کون بہتر ہوسکتا ہے؟ عدت کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور مجھے شادی کا پیغام دیا۔ میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ایسی کوئی بات نہیں، لیکن میں ایک غیور (تیز مزاج) عورت ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ آپ کو میری کوئی بات ناگوار گزرے اور میں عذاب الٰہی کی مستوجب ہوجاؤں۔ علاوہ ازیں میں عمر رسیدہ اور عیال دار ہوں'' ...... یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: ''تیز مزاجی تو اللہ رفع کردے گا، باقی رہا عمر کا معاملہ تو میں بھی تمہاری عمر کا ہوں اور تمہارا اہل وعیال میرا کنبہ ہے۔'' پھر میں نے رسول اللہ سے اپنی رضا کا اظہار کردیا۔ اس طرح اللہ نے مجھے ابوسلمہؓ سے بہتر شوہر دے دیا۔ (البدایہ والنہایہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ واقعہ مختصراً یوں ہے کہ جب نبیؐ نے کفارِ مکہ سے ان کی پیش کردہ شرائط پر دس سال تک جنگ بندی کا معاہدہ کرلیا تو مسلمان سخت دل گرفتہ اور تذبذب کا شکار ہوئے اور انہوں نے سمجھا کہ حق پر ہونے کے باوجود ان ذلت آمیز شرائط پر صلح کرنا ہماری حق تلفی ہے۔ چنانچہ اس ناگواری طبع کا اثر یہ ہوا کہ جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں سرمنڈانے اور قربانی کرنے کا حکم دیا تو انہیں آپؐ کے اس حکم پر عمل کرنے میں تامل ہوا۔ پس رسول اللہ اپنی زوجہ اُمّ سلمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا: لوگ تباہ ہوگئے، میں نے انہیں حکم دیا لیکن وہ اس پر عمل کرنے میں تامل کا شکار ہیں۔ حضرت امّ سلمہؓ نے آپؐ کے لئے معاملہ کو آسان بنا دیا اور آپ ﷺ کو مشورہ دیا کہ آپؐ ان کے سامنے جاکر اپنا سر منڈوا دیجئے، مجھے یقین ہے کہ جب وہ آپ کو دیکھیں گے تو انہیں آپؐ کی پیروی میں کوئی تردّد نہیں ہوگا اور ایسے ہی ہوا کہ جونہی آپؐ نے حجام کو اپنے سرمونڈنے کا حکم دیا تو صحابہ نے آپؐ کی پیروی میں سبقت کی اور فوراً اپنے سر منڈوا دیئے اور اِحرام کھول دیئے۔ اس طرح حضرت اُمّ سلمہؓ کی تدبیر سے یہ مشکل حل ہوگئی۔

(۸) حضرت اُمّ حبیبہؓ رملہ بنت ابوسفیان

۷ ہجری میں رسولِ کریم ﷺ نے حضرت اُمّ حبیبہؓ سے نکاح کیا۔ ان کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا تھا جو سرزمین حبشہ میں فوت ہوگئے تو نجاشی نے ان کا نکاح نبی اکرم ﷺ سے کردیا اور آپ کی طرف سے چار ہزار درہم مہر ادا کیا۔ اس کے بعد شرجیل بن حسنہؓ کی معیت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں روانہ کردیا۔ ان سے نکاح کرنے کی حکمت پہلے گزر چکی ہے۔ (۳)

(۹) حضرت جویریہ بنتِ حارث

نبی اکرم ﷺ نے حضرت جویریہؓ سے نکاح جو کہ حارث بن ضرار قبیلہ بنی مُصطلق کے رئیس کی بیٹی تھی۔ ان کی پہلی شادی مسافع بن صفوان سے ہوئی تھی جو غزوۂ مریسع میں قتل ہوگیا اور جویریہ مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہوگئی۔ ان کا خاوند اسلام اور رسول اللہ ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ (۴)

---

(۳) اُمّ حبیبہؓ کے نکاح پر غور کرنے سے اس نکاح کی حکمت کا پتہ چلتا ہے۔ ان کا والد ابوسفیان اپنی قوم کا سردار تھا۔ قوم کا نشانِ جنگ ان کے گھر میں رکھا جاتا تھا۔ وہ مسلمانوں اور آنحضرت ﷺ کا بدترین دشمن تھا۔ اس نے جنگ ِاحد، حمراء الاسد اور بدر الاخریٰ میں کفار کے لشکر کی قیادت کی۔ پھر جنگ ِاحزاب میں مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹادینے کا عزم لئے عرب کے تمام قبائل کو ساتھ لے کر چڑھ دوڑا۔ لیکن جب اس کی بیٹی پیغمبر کے نکاح میں آئی تو اس کے بعد وہ کسی جنگ میں مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کرتا نظر نہیں آتا۔ آخر وہ وقت بھی آیا کہ وہ حلقہ بگوشِ اسلام ہوکر لشکر اسلام کے سپاہی بن گئے۔ پھر لوگوں نے دیکھا کہ یہی خاندان لشکرِ اسلام کی قیادت کرتا نظر آتا ہے۔

(۴) حضرت جویریہؓ کے نکاح کی حکمت دیکھئے...... ان کا باپ عرب کا مشہور ڈاکو اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ بنو مصطلق کا مشہور طاقتور اور جنگجو قبیلہ اس کے اِشاروں پر چلتا تھا۔ اس نکاح سے پہلے مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر ایک جنگ میں یہ قبیلہ ضرور اس میں شامل ہوا۔ لیکن اس نکاح کے بعد مخاصمت نابود اور دشمنیاں ناپید ہوگئیں۔ تمام قبیلہ نے راہزنی چھوڑ کر متمدن زندگی اختیار کرلی اور پھر مسلمانوں کے خلاف کسی جنگ میں شرکت نہیں کی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰) حضرت صفیہؓ

ان کا تذکرہ 'سیاسی مصلحت' کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

(۱۱) حضرت میمونہ بنت حارث الہلالیہؓ

ان کا پہلا نام برہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے تبدیل کر کے میمونہؓ رکھ دیا۔ یہ نبی اکرم ﷺ کی سب سے آخری بیوی تھیں۔ حضرت عائشہؓ ان کے بارے میں فرماتی ہیں:

''یقیناً وہ ہماری نسبت اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والی اور اقربا سے نیک برتاؤ کرنے والی تھیں۔ حضرت میمونہؓ پہلے ابی رہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں تھیں اور بیوہ ہو چکی تھیں۔ حضرت عباسؓ نے ان کے بارے میں آنحضرت کو رغبت دلائی اور آپؐ نے ان سے نکاح کر لیا اور یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ آپ ﷺ کا اس نکاح سے مقصد ایک تو حضرت میمونہؓ سے خیر خواہی اور حسن سلوک تھا اور دوسرا ان کے قبیلہ والوں کو سسرالی کا شرف بخشنا تھا جنہوں نے پیغمبر کی غم خواری اور حمایت کی۔ (۵)

قارئین کرام! یہ ہے اُمہات المؤمنین، ازواجِ مطہرات کی زندگی کا ایک مختصر نمونہ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے صحبتِ رسول سے عزت بخشی اور مؤمنوں کی مائیں ہونے کا شرف عطا کیا اور اپنے اس قول سے شرفِ خطاب بخشا

﴿يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا﴾ (الاحزاب:۳۲)

''اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو کسی غیر محرم سے دبی زبان میں بات نہ کرو کہ جس کے دل میں مرض ہے وہ کسی طمع خام میں مبتلا ہو جائے لہٰذا معروف کے مطابق بات کرو''

آپؐ نے جس قدر بھی نکاح کئے، ان میں بے شمار حکمتیں پنہاں تھیں۔ آپؐ نے تمام نکاحوں میں دینی اور شرعی مصلحت کو پیش نظر رکھا۔ آپؐ کا مقصد عرب قبائل کو اپنی دعوت کی طرف مائل کرنا تھا اور ایسے ہی ہوا کہ ان نکاحوں کی بدولت بڑے بڑے قبائل معزز خاندان آپ کے گرویدہ ہو گئے۔

(قابل غور بات یہ ہے) کہ حضرت عائشہؓ کے ماسوا آپؐ کی تمام کی تمام بیویاں پہلے بیوہ تھیں۔

---

(۵) اس کے علاوہ، ان کی ایک بہن سردار نجد کے نکاح میں تھی۔ اس نکاح نے ارضِ نجد میں صلح اور اسلام کے پھیلانے کے بہترین حالات پیدا کئے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہی اہل نجد تھے جنہوں نے ستر مبلغین کو اپنے علاقہ میں لے جا کر دھوکہ سے قتل کر دیا تھا۔ وہ اہل نجد ہی تھے جن سے بار بار نقض امن اور فساد انگیزی کے واقعات ظہور میں آ چکے تھے۔ ہر وہ شخص جو امن عامہ اور اصلاح ملک کے قواعد کا منکر نہیں، اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح کس قدر ضروری تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپؐ نے متعدد نکاح کئے بھی تو ہجرت کے بعد جب مسلمان اور مشرکین کے درمیان جنگیں چھڑ چکی تھیں، وہ باہم برسرپیکار تھے اور ہر طرف قتل و غارت کا دور دورہ تھا اور یہ دو ہجری سے آٹھ ہجری تک کا نہایت قلیل عرصہ ہے جس کے اندر اللہ نے مسلمانوں کو نصرت و فتح سے سرفراز فرمایا (اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے)......اس نکتہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ آپؐ کی ہر شادی عظمت ِرسول اور آپؐ کے عظیم مقصد کی آئینہ دار اور ایثار و قربانی، احسانِ جمیل کا مثالی نمونہ تھی۔

بہتان تراش معاندین اسلام کے تمام الزامات بے کار ہیں۔ اگر آپؐ کے دل پر ہوئی پرستی کا غلبہ ہوتا تو یقیناً آپؐ عین جوانی کے عالم میں نوجوان کنواری لڑکیوں سے شادی کرتے۔ دراصل بغض و تعصب کی شدت نے ان مغربی مستشرقین کے دلوں کو حق کی واضح روشنی دیکھنے سے اندھا کردیا ہے۔ اللہ نے سچ فرمایا ہے: ﴿بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ﴾ (الانبیاء:۱۸)

"بلکہ ہم حق کے ہتھیار سے باطل پر ضرب لگاتے ہیں تو وہ باطل کا سر کچل ڈالتا ہے پھر اچانک باطل ملیامیٹ ہوجاتا ہے"(۶)

آخر میں ہم معروف عیسائی عالم گوستاف لیبون کا بیان نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں جسے علی احمد الجرجاوی نے اپنی کتاب حكمة التشريع و فلسفته کی دوسری جلد کے ص ۱۶ پر ذکر کیا ہے، وہ لکھتا ہے

"تعددِ زوجات کا نظام حقیقت میں ایک مستقل نظام ہے جو محمد ﷺ سے بھی پہلے مشرقی اقوام میں موجود تھا، یہ نظام عہدِ قدیم سے اہل فارس، یہود اور عربوں میں مروّج تھا اور ادیانِ عالم میں سے کسی دین میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس نظام کو منسوخ کرسکے جسے قرآنی دین نے برقرار رکھا ہے"

اس کے بعد لکھتا ہے:

"اہل مشرق کا یہ شرعی نظام تعددِ ازواج اہل مغرب کے فحش نظام سے گرا ہوا کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ مغربی نظامِ زواج میں محض قانون کی حد تک تو صرف ایک ہی بیوی ہوسکتی ہے جبکہ عادتاً شاذ و نادر ہی کوئی ایسا شخص ہوگا جو صرف ایک عورت پر قناعت کرتا ہو" ☆☆

---

(۶) انگریز مستشرق ٹامس کارلائل کا اقتباس اس لائق ہے کہ اس کو عظمت ِرسول کی شہادت کے طور پر ذکر کیا جائے، وہ لکھتا ہے:
"محمد (ﷺ) کے بارے میں اور کیا کچھ بھی کہا جائے لیکن وہ خواہش نفس کے غلام ہرگز نہیں تھے۔ ہم بڑی غلطی کریں گے اگر اس انسان کو (معاذ اللہ) ایک عام سا نفس پرست سمجھ لیں جو سفلی جذبات بلکہ کسی بھی لطف اندوزی کا مریض ہو۔ آپ کا گھرانہ تنگ دست تھا، آپ کی عام غذا جو کی روٹی اور پانی تھا، بسا اوقات مہینوں ان کے ہاں چولہے میں آگ نہ جلتی۔ سیرت نگار فخریہ لکھتے ہیں کہ آپؐ اپنی جوتیوں کی خود مرمت کرلیتے تھے۔ اپنی عبا میں خود پیوند لگا لیتے۔ وہ ایک غریب، شفقت کرنے والے کم وسیلہ شخص تھے جو ہر اس چیز سے بے نیاز تھے جس کے لئے عام آدمی مشقت کرتے ہیں۔ میں تو کہوں گا: وہ ہرگز برے انسان نہ تھے۔ ان میں ہر قسم کی بھوک سے بہتر کوئی شے ضرور تھی، ورنہ وہ اُجڈ عرب لوگ جو تیئس سال تک ان کے اشارے پر (دشمن) سے جنگیں کرتے رہے، ہمیشہ ان (نبی کریم ﷺ) کی مصاحبت میں رہے، ان کا ایسا احترام نہ کرتے۔ کسی شہنشاہ کی تاج و کلاہ سمیت ایسی اطاعت نہیں ہوئی جیسی اس شخص کی ہوئی جو اپنی عبا میں خود پیوند لگا لیتے تھے"
(ازواج مطہرات اور مستشرقین از ظفر علی قریشی، مترجم آسی ضیائی: ص ۴۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ